دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

استفتاء

بینک ملازم کی پنشن سے متعلق تفصیلی فتویٰ

سوال: اگر کوئی شخص سودی بینک میں ناجائز ملازمت سے ریٹائر ہوا ہو اور پھر بینک نے اس کو پنشن کے نام سے کچھ رقم دی ہو تو کیا اس پنشن کی رقم کا لینا اور اس کو استعمال کرنا شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟ اور اسی طرح اگر وہ کسی کو اس رقم سے کچھ ہدیہ وغیرہ دے تو لینے والے کے لئے وہ رقم حلال ہوگی؟

واضح رہے کہ بینک کی ناجائز ملازمت سے ریٹائر ہونے والے کو ملنے والی پنشن کے بارے میں فتاوی عثمانی (ص ۲۰۱/ ج ۳) مکتبہ معارف القرآن کراچی طبع جدید رجب ۱۴۳۱ھ جولائی ۲۰۱۰ء میں عدم جواز لکھا ہے چنانچہ حضرت مدظلہ لکھتے ہیں "لہذا نوکری حرام تھی تو اس سے قرض ادا کرنا درست نہیں" جبکہ ماہنامہ البلاغ (محرم الحرام ۱۴۳۲ھ/ دسمبر ۲۰۱۰ء) میں اس پنشن کا جواز لکھا ہے۔

براہِ کرم جو صحیح صورتحال ہو اسی سے آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

جواب: سودی بینک کی ناجائز ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد ملنے والی پنشن کا حکم جاننے کے لئے سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ ملازم کو موت یا ریٹائرمنٹ کے بعد پنشن کے نام سے جو رقم ملتی ہے اس کی حیثیت کیا ہے؟ غور کیا جائے تو اس میں دو احتمال ہیں:

۱۔۔اس کو ادارے کی طرف سے ملازم کے لئے گفٹ قرار دیا جائے۔ کیونکہ اس کا مقصد درحقیقت ریٹائر ہونے والے ملازمین (خواہ جائز کام کی ملازمت ہو یا ناجائز کام کی) جنہوں نے اپنی زندگی کے ایام اس ادارے میں خدمات انجام دیتے ہوئے صرف کردئے ہیں اور اب جبکہ وہ روزگار سے معذور ہو رہے ہیں تو ان کی سابقہ خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی آئندہ زندگی کے گزارے کے لئے بطور گفٹ کے کچھ رقم دینا ہے، گویا یہ ادارے کی طرف سے ملازم کے لئے اس کی کارکردگی اور خدمات کی بناء پر عطیہ اور گفٹ ہوتا ہے، چنانچہ

اسی بنیاد پر بعض اردو فتاوی مثلاً فتاوی محمودیہ (۴۰۲/۲۰)، فتاوی حقانیہ (۵۴۱/۶) میں پنشن کی مد میں ملنے والی رقم کو میت کے ترکہ میں تقسیم کرنے سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے، اسی طرح احکام میت (ص: ۲۶۱) اور مفید الوارثین (ص:۲۹) میں بھی اس کو عطیہ قرار دے کر میت کے ترکہ میں شامل نہیں کیا گیا، لہٰذا پنشن کے عطیہ ہونے کا تقاضہ یہ ہے کہ ناجائز ملازمت کی پنشن کا استعمال بھی جائز ہو، اگر چہ اس عطیہ کا سبب ناجائز ملازمت ہے لیکن اس سبب کی وجہ سے اس عطیہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، اور سوال میں ماہنامہ "البلاغ" کے جس مسئلہ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ بھی اسی بنیاد پر تحریر ہے۔

۲۔۔۔لیکن پنشن کے بارے میں دوسرا احتمال یہ ہے کہ اسے ناجائز کاموں کی اجرت کا حصہ قرار دیا جائے، کیونکہ اگر چہ اس کا نام عطیہ اور گفٹ رکھا گیا ہے، لیکن چونکہ اس عطیہ کا ملنا اس ناجائز ملازمت کی شرائط کا حصہ ہے، اور ملازم کا قانونی حق ہے۔ (یہی وجہ ہے کہ ملازم اپنے اس حق کا قانونی طور پر بذریعہ عدالت بھی مطالبہ کرسکتا ہے) اسلئے اس طے شدہ قانونی حق ہونے کی وجہ سے اس کی عوض کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے، گویا پنشن کا مطلب یہ ہوا کہ ملازم اگر چند سال ادارے کے پاس ملازمت کرے تو ہر ماہ اس کام کے عوض تنخواہ بھی ملے گی اور پھر معاہدہ کے مطابق طے شدہ مدتِ ملازمت پوری ہونے پر گذشتہ خدمات (جو کہ ناجائز کام ہیں) کے عوض پنشن کی صورت میں کچھ رقم مزید بھی ملے گی، تو درحقیقت یہ بھی ناجائز کاموں کا عوض ہے اگر چہ اس کا نام عطیہ اور گفٹ رکھا گیا ہے، اس پہلو کو اگر دیکھا جائے تو پھر جس طرح ناجائز ملازمت کی تنخواہ کا استعمال جائز نہیں ہوتا اسی طرح ناجائز ملازمت کی پنشن کا استعمال بھی جائز نہ ہونا چاہئے۔

حاصل یہ ہے کہ پنشن کی عطیہ کے ساتھ بھی من وجہٍ مشابہت ہے اور عوض کے ساتھ بھی من وجہٍ مشابہت ہے، لیکن من کل الوجوہ مشابہت کسی ایک کے ساتھ بھی نہیں ہے کہ اس کو من کل الوجوہ عطیہ کہا جائے یا من کل الوجوہ اجرت کا حصہ سمجھا جائے، کیونکہ:

ا۔۔۔اگر اس کو محض اجرت کا حصہ قرار دے کر یہ کہا جائے کہ ملازم اپنے کام کی اجرت کا کچھ حصہ تو ماہانہ تنخواہ کے طور پر وصول کر چکا ہے اور کچھ حصہ موت یا ریٹائرمنٹ کے بعد پنشن کی صورت میں دیا جائیگا تو پھر یہ اجارہ فاسدہ ہوجائیگا **لجهالة بعض الاجرة**، اور اجارہ فاسدہ کی صورت میں اجیر (ملازم) کو اس کے کام کی اجرتِ مثل ملنی چاہیے، حالانکہ ملازم اجرِ مسمّٰی وصول کرتا ہے اور اس قسم کے اجارہ پر بلانکیر تعامل چلا آتا ہے، اس لئے من کل الوجوہ اس کو اجرت کا حصہ بھی نہیں کہا جاسکتا۔

۲۔۔۔اور اگر اس کو محض عطیہ قرار دیا جائے تو ادارے کو یہ عطیہ دینے اور نہ دینے میں خود مختار ہونا چاہئے تھا یعنی ادارے کو اختیار ہوتا کہ جس ملازم کو چاہے دیدے اور جس کو چاہے نہ دے، جبکہ صورتحال ایسی نہیں ہے، کیونکہ اگر ملازم وصول کرنا چاہے تو اگر چہ ادارہ دینے پر رضامند نہ ہو لیکن ملازم عدالتی سطح پر بھی مطالبہ کر کے وصول کرسکتا ہے، نیز اگر یہ کہا جائے کہ یہ عطیہ ہے لیکن انتظامی طور پر قانونی دائرہ کار میں لائے ہوئے اس کو اداروں پر لازم کردیا گیا ہے اور ملازم کا حق قرار دیا گیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ عقدِ اجارہ میں ایسی شرط لگانا جو مقتضائے عقد کے خلاف ہو اور اس میں احد المتعاقدین کا فائدہ ہو اس سے اجارہ فاسد ہو جاتا ہے اور اجرتِ مثل ملتی ہے، اس لئے اس کو محض عطیہ قرار دینا بھی مشکل ہے۔

تاہم مذکورہ بالا دونوں پہلوؤں میں سے اس کے "اجرت کا حصہ" ہونے والا پہلو اس وجہ سے بھی راجح معلوم ہوتا ہے کہ اس کو قانوناً اور عرفاً بھی اجرت کا حصہ ہی سمجھا جاتا ہے، نیز فقہ کا مشہور قاعدہ بھی ہے کہ جب محرِّم اور مُبیح جمع ہوجائیں تو جانبِ حرمت ہی کو ترجیح ہوتی ہے، اسلئے دونوں مشابہتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے سودی بنک کی ناجائز ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد ملنے والی پنشن لینے سے اجتناب ہی کرنا چاہیے، اور اگر ہدیہ لینے والے کو معلوم ہو کہ ہدیہ دینے والا شخص اسی پنشن کی رقم سے ہدیہ دے رہا ہے تو اس کو بھی لینے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

محمد حذیفہ عفا اللہ عنہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۵۔ذوالقعدہ۔۱۴۳۴ھ

۲۲۔ستمبر۔۲۰۱۳م

الجواب صحیح

بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۱۵-۱۱-۳۴

مفتی

الجواب صحیح

بندہ محمود اشرف غفر اللہ لہ

۱۶/۱۱/۱۴۳۴ھ

مفتی

الجواب صحیح

محمد عبد المنان عفی عنہ

۱۶/۱۱/۱۴۳۴ھ

نائب مفتی

الجواب صحیح

۲۰/۱۱/۱۴۳۴ھ

دار الافتاء